125339 - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور واسطہ طلب کرنے والے امام پر مشرک ہونے کا حکم لگا کر اس کے پیچھے نماز ادا کرنا ترک کر دي

سوال

رمضان المبارک میں ایک رات مسجد کا ایک نائب امام نماز پڑھانے لگا اور نماز وتر میں اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور واسطہ دے کر دعا مانگی، یہ شخص علم شرعی میں ممتمکن نہیں بلکہ عامی ہے، لیکن اس میں خیر و بھلائی پائی جاتی ہمارا خیال تو یہی ہے لیکن ہم اللہ پر کسی کو پاک نہیں سمجھتے.
جب یہ شخص دعائے قنوت کر رہا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ اور واسطہ سے دعا کرنے لگا تو اس رات کچھ نوجوانوں کی جانب سے شور اٹھا کہ یہ شخص مشرک ہے اور اس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز نہیں.
اس فتوی کی وجہ سے دوسری رات پھر یہی مشکل پیدا ہو گئی کہ جب اس امام نے نماز وتر پڑھانا شروع کی تو ان نوجوانوں نے اس کے پیچھے نماز ادا نہ کی بلکہ مسجد کے پچھلے حصہ میں اپنی علیحدہ وتر کی جماعت کروائی تو کیا ان کا یہ فعل صحیح ہے، اور کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ اور وسیلہ سے امام کے دعا کرنے کی بنا پر امام کو مشرک کہا جا سکتا ہے ؟
اور اگر امام اس طرح کے معاملہ میں غلطی کر بیٹھے تو کیا لوگوں کو حق حاصل ہے کہ وہ اس سے علیحدہ ہو جائیں اور دوسری جماعت کروانا شروع کر دیں حالانکہ اسی وقت وہ امام بھی جماعت کروا رہا ہو، اور اس سلسلہ میں آپ امام اور اس سے علیحدہ ہونے والوں اور باقی مقتدیوں کو کیا نصیحت کرینگے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ان لوگوں نے امام کا نبی کے وسیلہ سے دعا کرنے کی بنا پر امام پر مشرک کا حکم لگا کر جلد بازی سے کام لیا ہے اور صحیح نہیں کیا، اور اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ امام نے صحیح کیا ہے، بلکہ یہ امام کی غلطی تھی اور اس نے ایک بدعت کا ارتکاب کیا ہے، لیکن اس کے مقابلہ نے نوجوانوں نے بھی جو کچھ کیا وہ بھی صحیح نہیں، انہوں نے اس کے فعل کو شرک نہیں کہا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر انہوں نے اس پر حکم لگاتے ہوئے اسے مشرک قرار دیا اور اس کے نتیجہ میں اس کے پیچھے نماز ادا کرنا چھوڑ دی، حالانکہ ان پر واجب یہ ہوتا تھا کہ وہ اس پر مطلقا حکم لگانے میں جلدی نہ کرتے بلکہ اہل علم سے رجوع کرتے اور لوگوں کو کافر کہنے کی جرات نہ کرتے.

مشروع توسل اور وسیلہ کی کئی ایك اقسام ہیں ہم نے یہ اقسام سوال نمبر (979) کے جواب میں بیان کی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صالحین کے واسطہ اور وسیلہ سے دعا کرنا شرك نہیں، بلکہ اس میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ شرك کا ایك وسیلہ ہے، کیونکہ یہ بذاتہ شرك تو نہیں لیکن شرك کی طرف لے جاتا ہے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" لیکن اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانگے اور کہے کہ میں تجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور مرتبہ اور واسطہ سے مانگتا ہوں تو جمہور علماء کے ہاں یہ بدعت اور ایمان میں نقص ہے، اور وہ مشرك نہیں ہو گا، اور نہ ہی کافر ہو گا، بلکہ وہ مسلمان ہے لیکن یہ اس کے ایمان میں نقص اور ضعف کا باعث ہے، جس طرح دوسری معصیت و نافرمانی ہیں جو دین سے خارج نہیں کرتی؛ کیونکہ دعا اور دعاء کے وسائل توقیفی ہیں اور شریعت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے دعا کرنا ثابت نہیں، بلکہ یہ تو لوگوں کی ایجاد ہے.

اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ یا انبیاء کے واسطہ یا نبی کے مقام اور انبیاء کے مقام کا واسطہ دے کر یا کسی اور کے واسطے اور وسیلے سے دعا کرنا یا اہل بیت کے وسیلہ سے دعا کرنا یہ سب بدعات میں شامل ہوتا ہے، اس کو ترك کرنا واجب ہے، لیکن شرك نہیں.

بلکہ یہ شرك کے وسائل میں سے وسیلہ شمار ہوتا ہے، اس لیے ایسا کرنے والا مشرك نہیں، لیکن اس نے ایسی بدعت کا ارتکاب کیا ہے جس سے اس کے ایمان میں کمی و نقص پیدا ہوا ہے اور ایمان کمزور ہو جاتا ہے جمہور اہل علم کا یہی مسلك ہے "

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (7 / 129 - 130).

اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" اگر کوئی انسان یہ کہتا ہے کہ اے اللہ مجھے فلاں کے واسطہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ یا صالحین کے وسیلہ سے بخش دے، یا انبیاء کے واسطے یا انبیاء کی حرمت کے واسطے یا انبیاء کی برکت یا صالحین کی برکت کے واسطے یا علی کی برکت سے یا صدیق یا عمر یا صحابہ کی برکت کے واسطے یا فلاں کے حق سے بخش دے تو یہ سب جائز نہیں اور مشروع کے مخالف اور بدعت ہے، اور یہ شرك نہیں لیکن بدعت ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے جو دعائیں مانگیں تھیں ان میں یہ نہیں ہے، اور نہ ہی صحابہ کرام کی دعاؤں میں ہے.

بلکہ اسے چاہیے کہ وہ ایسی چیز کو وسیلہ اور واسطہ بنائے جو مشروع ہے یعنی اللہ سبحانہ و تعالی کے اسماء اور اس کی صفات، اور اس کی توحید اور اس کے لیے کیے گئے خالص اعمال اور نیك و صالح اعمال یہ وسیلہ جائز

ہے....

دیکھیں: فتاوی نور علی الدرب (1 / 356).

اس سے یہ واضح ہوا کہ ان لوگوں امام پر مشرك ہونے کا جو حکم لگایا ہے وہ صحیح نہیں، بلکہ ان سے شرعی طور لحاظ سے بھی غلطی ہوئی ہے، اور امام کی جانب سے بھی غلطی ہوئی ہے، اس لیے انہیں اپنے اس فعل سے توبہ کرنا چاہیے،اور اپنے اس حکم پر نادم ہوں اور آئندہ ایسا مت کریں، اور امام سے اپنی غلطی کی معافی مانگیں.

دوم:

بدعتی امام کے پیچھے نماز ادا کرنا ـ چاہے آپ کا وہ امام اسی وسیلہ پر قائم رہے ـ تو اس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے اگر یہ بدعت مکفرہ نہیں، لیکن اس کے باوجود امام کو سمجھانے اور ڈرانے کے لیے اس کے پیچھے نماز چھوڑ کر کسی اور مسجد کو چھوڑ کر کسی اور مسجد میں نماز ادا کرنا جائز ہے، اگر وہ اس طرح کی بدعت سے باز آ جائے، اور ایك ہی مسجد میں اس کے پیچھے نماز چھوڑ کر اپنی علیحدہ جماعت کرانی جائز نہیں، اور نہ ہی اس کے پیچھے جماعت چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھنی جائز ہے، بلکہ اس کے پیچھے نماز چھوڑنے کی شرط یہ ہے کہ اگر اسے چھوڑنے میں فائدہ ہو اور کسی اور مسجد میں جا کر نماز ادا کرنے میں کوئی فائدہ ہو تو پھر ایسا کیا جائے.

ہم نے یہ مسئلہ تفصیل کے ساتھ سوال نمبر (20885) اور (40147) کے جوابات میں بیان کیا ہے اس کا مطالعہ ضرور کریں.

سوم:

امام کو ہماری یہ نصیحت ہے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالی کا خوف اور تقوی اختیار کرے اور اپنا اعتقاد اور عبادت صحیح کرے، اور بدعتیوں والے کام چھوڑ دے، اور اہل سنت والجماعت اور صحابہ کرام کا طریقہ اختیار کرے.

اور ان علیحدہ ہونے والوں کو ہماری یہ نصیحت ہے کہ وہ اس فتوی کی جرات پر توبہ کریں کہ انہوں نے یہ فتوی جاری کرنے میں جرات سے کام لیا ہے، اور اس امام پر مشرك ہونے کا حکم لگایا ہے، وہ اس امام سے معذرت کریں، اور واپس اس کی مسجد میں نماز امام کے پیچھے باجماعت نماز ادا کریں، اور ان کے لیے حلال نہیں کہ وہ ایك ہی وقت میں دوسری جماعت کرائیں یعنی دونوں جماعتیں اکٹھی ہوں، اور انہیں اخلاق فاضلہ اختیار کرنا چاہیے، اور لوگوں کو حق کی دعوت دینے میں مرحلہ وال دعوت کا اہتمام کریں، کیونکہ حق ثقیل اور بھارا ہوتا ہے، اور اکثر مسلمان ممالك میں اسے عجیب و غریب سمجھا جاتا ہے.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں حق کو حق دیکھنے اور اس کی اتباع کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، اور

ہمیں باطل کو باطل سمجھنے اور اس سے دور رہنے کی توفیق دے.

واللہ اعلم .